ابوسعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت اخلاقیات

وقت 5-7 منٹ

پردہ پوشی۔ چشم پوشی

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الۡجَہۡرَ بِالسُّوۡٓءِ مِنَ الۡقَوۡلِ اِلَّا مَنۡ ظُلِمَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیۡعًا عَلِیۡمًا (النساء:149)

یعنی اللہ سرِعام بُری بات کہنے کو پسند نہیں کرتا مگر وہ مستثنیٰ ہے جس پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

کسی کی خامیاں دیکھیں نہ میری آنکھیں اور
سُنیں نہ کان بھی عیبوں کا تذکرہ یاربّ!

معزز سامعین! مجھے آج ایک اہم اسلامی خُلق پردہ پوشی جسے ہم چشم پوشی بھی بولتے ہیں پر کچھ کہنے کی ضرورت ہے۔

پردہ پوشی یا چشم پوشی ایسی نیکی کا نام ہے جس میں کسی کے عیب کو دیکھتے اور جانتے ہوئے اِخفاء میں رکھنا ہے۔ چشم پوشی سے مراد آنکھوں سے اوجھل کرنا ہے۔ پوشی کے معنی چھپانے کے ہیں اور یہ لفظ مرکّبات میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے عیب پوشی، جُرم پوشی، چشم پوشی یا پردہ پوشی۔ اِس نیکی کو یوں بھی لغات میں لکھا ہے کہ دیکھ کر ٹال جانا۔ درگزر کرنا۔ پردہ داری۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

رِند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تُو
تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تُو
ناخن خدا نہ دے تجھے اے پنجہ جنوں
دے گا تمام عقل کے بخیے ادھیڑ تُو

پیارے دوستو! چشم پوشی ایک ایسی نیکی ہے جس پر عمل نہ کرکے ایسی بدیاں، بُرائیاں اور گناہ جنم لیتے ہیں جن کو ہم اخلاقِ سیئہ کی ماں کہہ سکتے ہیں۔ جیسے تجسّس، غیبت، چغلی، تمسخر، تکبّر، فسق وفجور، فحشاء، امانت میں خیانت، بدزبانی، حسد، بُغض، خودغرضی، جھوٹ اور عیب جوئی وغیرہ۔

پردہ پوشی کا سب سے پہلا سبق ہمیں سورۃ المائدہ آیات 28 سے 32 میں بیان اُس مضمون سے ملتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے نے دوسرے بیٹے کو حسد اور بُغض کے پیش نظر قتل کردیا تو اِس گناہ کو چھپانے کے لئے ایک کوّے کے ذریعہ سبق سکھلایا گیا کہ اِسے اب زمین کے اندر دبادے تا کہ کسی حد تک تیرا گناہ چھپ سکے اور نتیجہ یہ بیان کیا کہ قاتل بھائی اپنے گناہ اور مقتول بھائی کے گناہ اُٹھائے واپس لوٹا اور اہل نار میں شمار کیا گیا۔

پردہ پوشی اور عیب پوشی کے مترادف جن بیماریوں، بدیوں کا ذکر خاکسار اوپر کر آیا ہے اُن میں سے ایک ایک پر قرآنی تعلیم کی روشنی میں تقریر کی جاسکتی ہے تاہم چشم پوشی کے براہ راست معنی یعنی درگزر کرنے کے حوالہ سے قرآن کریم کی تعلیم بیان کردیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیروکاروں سے نرمی اور پیار وشفقت سے پیش آنے کی تعلیم دیتے ہوئے فَاعۡفُ عَنۡہُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ (آل عمران:160) کہ تُو اُن سے درگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دُعا کر، کی تعلیم دیتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

مَنْ سَتَرَ عَلٰی مُسْلِمٍ فِی الدُّنْیَا سَتَرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 650، حدیث:832)

کہ جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔

پھر بخاری کی ایک روایت کے مطابق اُس شخص کو تنبیہ کی گئی ہے جو رات کو کوئی بُرائی کرے یا بدی پر عمل پیرا ہو اور صبح وہ اُس کی تشہیر کرتا پھرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ہر ایک شخص کو معاف کر دیا جائے گا سوائے اُس شخص کے جو رات کو کوئی بے حیائی کا کام کرے اور صبح اللہ تعالیٰ اُس پر پردہ پوشی سے کام لے مگر وہ شخص خود اپنے اِس بُرے فعل کے پردے کو لوگوں پر کھول دے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 650، حدیث:833)

سامعین! اب دیکھیں! جو مفہوم مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ اُس پر یہ حدیث جو مَیں اب بیان کرنے لگا ہوں کس طرح صادق آتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت عقبہ بن عامرؓ کے غلام ابو کثیر اپنے آقا حضرت عقبہ بن عامرؓ کے پاس یہ خبر لائے کہ پڑوسی شراب نوشی کر رہے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا جانے دو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ اُن کے پاس اجازت لینے گئے کہ وہ مسلسل شراب پیئے جا رہے ہیں۔ مَیں پولیس کو نہ بُلا لاؤں۔ حضرت عقبہؓ نے اپنے غلام کو بُرا بھلا کہتے ہوئے کہا تیرا بُرا ہو۔ کہہ جو دیا ہے کہ رہنے دو۔ کیونکہ مَیں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے مَنْ رَأٰی عَوْرَۃً فَسَتَرَھَا کَانَ کَمَنْ اَحْیَا مَوْءُ وْدَۃً مِنْ قَبْرِہٖ (مسند احمد بن حنبل) کہ جس نے کسی کی کمزوری دیکھی اور پردہ پوشی کی کہ وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی زندہ درگور لڑکی کو اُس کی قبر سے نکال کر اُسے زندگی بخشی۔

پھر آپؐ نے اپنے پیروکاروں اور مُریدوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ

ظن سے بچو، یقیناً ظن سب سے بڑا جھوٹ ہے اور ٹوہ نہ لگاؤ۔ تجسّس نہ کرو، دنیاداری میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے بے رُخی نہ کرو۔ اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کے رہو۔

(مسلم کتاب البرّ والصلۃ)

پیارے دوستو! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہؓ کی اصلاح و تربیت کی بہت فکر رہتی تھی اور لحہ بہ لحہ اِن پر نگاہ رکھ کر نہ صرف اِن کی تربیت کی بلکہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے ایک ایسا لائحۂ عمل چھوڑا جن پر مسلمان عمل کر کے اپنے لئے جنت کے دروازے وا کر سکتے ہیں۔ ایک جگہ متنبہ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کو طعن و تشنیع کے ذریعہ تکلیف نہ دیں اور نہ اُن کے عیبوں کا کھوج لگاتے پھریں ورنہ یاد رکھیں کہ جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے اندر چھپے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کر کے اُس کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر بند ہی کیوں نہ ہو۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 698 حدیث:888)

اس مضمون کی مناسبت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث بیان کر کے اپنی تقریر کے موضوع کو دَورِ حاضر کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف لے جاتا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو انسان کو نظر آتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں پڑا شہتیر وہ بھول جاتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین، حدیث:889)

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

سامعین! عیب جوئی ایسی بُری بیماری ہے جو تمام نیکیوں کو کھا جاتی ہے اور اِس سے مزید بُرائیاں جنم لیتی ہیں۔ ہر انسان غلطیوں کا پلندا ہے۔ اُس کے اندر بے تحاشا بُرائیاں اور بدیاں ہیں اُسے اُن کی فکر کر کے اپنی اصلاح کرنی چاہیے نہ کہ دوسروں کی بدیوں کو کُریدنے کی فکر لگی ہو۔ آج دنیا بھر میں اسلامی معاشرے جہنم کا نظارہ پیش کر رہے

ہیں وہ صرف اِسی عیب جوئی کی وجہ سے ہیں جو انفرادی طور پر بھی ایک مسلمان میں موجود ہے اور قوموں کے اعتبار سے ایک اسلامی ملک میں دوسرے اسلامی ملک کے خلاف بھی ہیں۔

سامعین! عورتوں میں اِس بیماری کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دیکھو! یہ بہت بُری عادت ہے جو خصوصاً عورتوں میں پائی جاتی ہے۔ چونکہ مرد اَور کام بہت رکھتے ہیں اس لئے ان کو شاذ و نادر ہی ایسا موقع ملتا ہے کہ بے فکری سے بیٹھ کر آپس میں باتیں کریں اور اگر ایسا موقع بھی ملے تو اِن کو اور بہت سی باتیں ایسی مل جاتیں ہیں جو وہ بیٹھ کر کرتے ہیں۔ لیکن عورتوں کو نہ علم ہوتا ہے اور نہ کوئی ایسا کام ہوتا ہے۔ اس لئے سارے دن کا شغل سوائے گلہ اور شکایت کے کچھ نہیں ہوتا۔ ایک شخص تھا اُس نے کسی دوسرے کو گنہگار دیکھ کر خوب اس کی نکتہ چینی کی اور کہا کہ تُو دوزخ میں جائے گا۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اُس سے پُوچھے گا کہ کیوں تجھ کو میرے اختیارات کس نے دیئے ہیں؟ دوزخ اور بہشت میں بھیجنے والا تو مَیں ہی ہوں تُو کون ہے؟ اچھا! مَیں نے تجھ کو دوزخ میں ڈالا اور یہ گنہگار بندہ جس کا تو گلہ کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ ایسا ہے ویسا ہے اور دوزخ میں جائے گا۔ اس کو مَیں نے بہشت میں بھیج دیا ہے۔ سو ہر ایک انسان کو سمجھنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو کہ مَیں ہی اُلٹا شکار ہو جاؤں۔"

(ملفوظات جلد8 صفحہ 416-417 ایڈیشن 1984ء)

پھر فرمایا:

"سارے گناہوں کی جڑ بدظنی ہے۔ لکھا ہے کہ جب کافر لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے اُنہیں کہا جائے گا کہ یہ تمہاری بدظنی کا نتیجہ ہے۔"

(ملفوظات جلد9 صفحہ 33 ایڈیشن 1984ء)

پھر احبابِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اُسے معاف کرنا چاہیے نہ یہ کہ اِس پر زیادہ زور دیا جائے اور کینہ کُشی کی عادت بنالی جاوے۔"

(ملفوظات جلد9 صفحہ 23 ایڈیشن 1984ء)

سامعین! پھر جماعت کو اخوّت و ہمدردی کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرکے پردہ پوشی کی جاوے۔ جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ ایک شخص کا بیٹا ہو اور اُس سے کوئی قصور سرزد ہو تو اُس کی پردہ پوشی کی جاتی ہے اور اُس کو الگ سمجھایا جاتا ہے۔ بھائی کی پردہ پوشی کبھی نہیں چاہتا کہ اُس کے لئے اشتہار دے پھر جب خدا تعالیٰ بھائی بھائی بناتا ہے تو کیا بھائیوں کے حقوق یہی ہیں۔"

(ملفوظات جلد3 صفحہ 348-349)

پھر فرمایا:

"اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے۔ یہ اصلاح نہیں ہوتی۔ زبان کی بداخلاقیاں دشمنی ڈال دیتی ہیں۔ اس لئے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہیے۔ دیکھو! کوئی شخص ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہیں کر سکتا جس کو وہ اپنا خیر خواہ سمجھتا ہے۔ پھر وہ شخص کیسا بیوقوف ہے جو اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے جبکہ وہ اپنے قویٰ سے عمدہ کام نہیں لیتا اور اخلاقی قوتوں کی تربیت نہیں کرتا۔ ہر شخص کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے۔"

(ملفوظات جلد3 صفحہ 346)

سامعین! ایک دفعہ ایک ملازمہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے گھر سے کچھ چاول چُرا لیے اور وہ پکڑی گئی۔ گھر کے لوگوں نے اُسے ملامت کی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ملامت کے الفاظ جب سنے تو فرمایا کہ

"محتاج ہے۔ کچھ تھوڑے سے اُسے دے دو اور فضیحت نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کی ستّاری کا شیوہ اختیار کرو۔"

(ملفوظات جلد2 صفحہ 3)

اب دیکھیں! حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پردہ پوشی کا کمال کا درس دیا کہ اس ملازمہ کو بے عزت تو نہ کروا گر غلطی کر بیٹھی ہے تو درگزر سے کام لو اور ستّاری سے کام لو کیونکہ خدا تعالیٰ ستّار ہے۔ فرمایا:

"تمام اخلاقِ حمیدہ (بشمول پردہ پوشی) اُسی (اللہ) کے صفات کا پَرتَو ہے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 380)

سامعین! قرآن کریم میں میاں بیوی کے تعلق میں "لباس" کا لفظ استعمال کرنے سے پردہ پوشی کے مضمون کو مزید تقویت ملتی ہے۔ جس طرح لباس انسان کے لیے سِتّر کا کام کرتا ہے اور اُس کے جسم کے عیوب ڈھانپ دیتا ہے اِسی طرح ہر مسلمان کو دوسرے کے لیے لباس بنتے ہوئے سِتّر سے کام لینا چاہیے۔ یہی چشم پوشی، عیب پوشی اور پردہ پوشی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے عیوب بیان کرنے کی بجائے خوبیاں بھی دیکھنی چاہئیں کیونکہ ہر انسان کے اندر خوبیاں اور نیک اوصاف بھی ہوتے ہیں۔ مَیں یہاں اپنے ساتھ بیتے ہوئے ایک واقعہ کا ذکر نہ کروں تو شاید پردہ پوشی کا یہ مضمون ادھورا رہ جائے۔ میرے لاہور میں بطور مربّی ضلع قیام کے دوران میاں بیوی کے درمیان تنازع کا ایک کیس تصفیہ کی غرض سے میرے پاس آیا۔ لڑکے سے جب طلاق کا ارادہ ظاہر کرنے کی وجوہات پوچھی گئیں تو خاموشی کے علاوہ کسی امر کا سامنا نہ کرنا پڑتا اور وہ اِس بات پر بضد نظر آیا کہ مَیں نے اپنی زوجہ سے تعلق منقطع کرنا ہے۔ خاوند کے اصرار پر جب طلاق نامہ تیار ہوا تو اُس پر دستخط کرنے سے قبل اُس نے مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ مربی صاحب! میرے اِس طلاق نامہ پر دستخط کرنے سے قبل یہ خاتون میرا لباس تھی لہٰذا مَیں نے اِن کے متعلق کوئی بات آپ سے نہیں کہی اور اب یہ خاتون کسی اور کا لباس بننے جا رہی ہیں تو مَیں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اِن کے متعلق کسی بات کا کسی سے اظہار نہیں کروں گا تا کہ نئے جوڑے کا لباس تار تار نہ ہو۔ تو یہ ہے پردہ پوشی کا مفہوم۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا مضمون کو قرآنی تعلیمات کے حوالے سے ذیل میں یوں بیان فرمایا:

"هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔ (البقرۃ:188) یعنی وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ پھر یہ بھی حکم دیا کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے لباس ہیں یعنی مرد اور عورت ایک دوسرے کے رازدار بھی ہیں۔ یہاں مردوں اور عورتوں دونوں کو حکم ہے۔ یہ رازداری ہمیشہ رازداری ہی رہنی چاہئے۔ یہ نہیں کہ کبھی جھگڑے ہوئے تو ایک دوسرے کی غیر ضروری باتوں کی تشہیر شروع کر دو، لوگوں کو بتانا شروع کر دو۔ پھر یہ بھی ہے کہ خاوند بیوی کے اگر آپس میں اچھے تعلقات ہیں، معاشرے کو پتہ ہے کہ اچھے تعلقات ہیں، تو معاشرے میں بھی عورت اور مرد کا ایک مقام بنا رہتا ہے۔ کسی کو نہ عورت پر انگلی اٹھانے کی جرأت ہوتی ہے اور نہ کسی کو مرد پر انگلی اٹھانے کی جرأت ہوتی ہے۔ تو یہاں خاوند اور بیوی کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ نہ مرد، عورت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائے اور نہ عورت، مرد کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائے۔"

(خطاب مستورات بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی، فرمودہ 21 اگست 2004ء)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"آج کل حقیقی اسلام کا نمونہ دکھانے والا اگر کوئی ہے یا ہونا چاہئے تو وہ احمدی ہے۔ اس لئے ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ کسی کے عیب اور غلطیاں تلاش کرنا تو دور کی بات ہے اگر کوئی کسی کی غلطی غیر ارادی طور پر بھی علم میں آجائے تو اس کی ستّاری کرنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ ہر ایک کی ایک عزتِ نفس ہوتی ہے۔ اس چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ دوسرے اگر کوئی بُرائی ہے، حقیقت میں کوئی ہے تو اس کے اظہار سے ایک تو اس کے لئے بدنامی کا باعث بن رہے ہوں گے دوسرے، دوسروں کو بھی اس بُرائی کا احساس مٹ جاتا ہے، جب آہستہ آہستہ بُرائیوں کا ذکر ہونا شروع ہو جائے اور آہستہ آہستہ معاشرے کے اور لوگ بھی اس بُرائی میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں واضح حکم ہے کہ جو باتیں معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والی ہوں یا بگاڑ پیدا کرنے کا باعث ہو سکتی ہوں، ان کی تشہیر نہیں کرنی، ان کو پھیلانا نہیں ہے۔ دعا کرو اور ان بُرائیوں سے ایک طرف ہو جاؤ۔ اور اگر کسی سے ہمدردی ہے تو دعا اور ذاتی طور پر سمجھا کر اس بُرائی کو دور کرنے کی کوشش کرنا ہی سب سے بڑا علاج ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 نومبر 2004ء)

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اگر اس بات کو ہم سمجھ لیں اور اپنے ساتھیوں، اپنے بھائیوں، اپنے سے واسطہ پڑنے والوں کے معاملات میں ہر وقت ٹوہ نہ لگاتے پھریں، تجسس نہ کریں، ان کی کمزوریوں کو تلاش نہ کرتے پھریں تو ایک پیار اور محبت کرنے والا اور پُر امن معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو پردہ پوشی کی بجائے دوسروں کے عیب ظاہر

کرنے کی کوشش میں ہوتے ہیں اور جب ان کے اپنے متعلق کوئی بات کردے یا کسی ذریعہ سے ان کو یہ پتا چل جائے کہ فلاں شخص نے میرے متعلق اس طرح بات کی تھی تو سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ انتہائی غصہ میں آکر مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب یہ خود کسی دوسرے کے متعلق کہہ رہے ہوں تو اُس وقت کہتے ہیں کہ یہ تو معمولی بات تھی ہم نے تو یونہی کہہ دی۔ ہمیں ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ جو اپنے لئے چاہتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے چاہو۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ حدیث 13) پس اگر اپنے لئے پردہ پوشی پسند ہے تو دوسروں کے لئے بھی وہی احساسات ہونے چاہئیں اور یہی وہ سنہری اصول ہے جو معاشرے کے امن کے لئے بھی ضروری ہے۔ پس عیب دیکھ کر بجائے اس عیب کو پھیلانے کے ہر ایک کو استغفار کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ ہمارے اندر بھی جو بے شمار عیب ہیں وہ کہیں ظاہر نہ ہو جائیں۔ اگر نیک نیت سے انسان دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بنتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 مارچ 2017ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے اور مسلمانوں نے جس خدا کو مانا ہے وہ رحیم، کریم، حلیم، توّاب اور غفّار ہے۔ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ لیکن دنیا میں خواہ حقیقی بھائی بھی ہو یا کوئی اور قریبی عزیز اور رشتہ دار ہو وہ جب ایک مرتبہ قصور دیکھ لیتا ہے پھر وہ اس سے خواہ باز بھی آجاوے مگر اسے عیبی ہی سمجھتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کیسا کریم ہے کہ انسان ہزاروں عیب کر کے بھی رجوع کرتا ہے تو بخش دیتا ہے۔ دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے بجز پیغمبروں کے (جو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں) جو چشم پوشی سے اس قدر کام لے بلکہ عام طور پر تو یہ حالت ہے جو سعدی نے کہا ہے " خداداند بپوشد و ہمسایہ نداند و بخروشد "کہ خدا تعالیٰ تو جانتے ہوئے بھی پردہ پوشی کرتا ہے لیکن ہمسایہ تھوڑا علم ہونے کے باوجود اس کی مشہوری کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 137)

سامعین! انسان جب اپنے بھائی یا قریبی میں کوئی عیب دیکھتا ہے تو وہ چشم پوشی کرنے کی بجائے اُس کی تشہیر کرتا ہے خواہ بدی کرنے والا اُس بدی سے چھٹکارا بھی حاصل کر چکا ہو۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں کہ وہ انسان میں ہزاروں بدیوں کے باوجود جب استغفار کرتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔

سعدی نے کہا تھا۔

خُدا داند و بپُوشد
ہمسایہ نداند و کرُوشد

کہ خدا کسی کے اندر بے شمار عیوب جانتے ہوئے بھی پردہ پوشی کرتا ہے جبکہ ہمسایہ کسی کے عیب کو نہیں جانتا مگر وہ تب بھی غل مچاتا اور تشہیر کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شیخ سعدی کے اس شعر کا پہلا مصرع وفات سے چند روز قبل 17 مئی 1908ء کو الہام ہوا اور دوسرا مصرع اس سے پہلے 26 اپریل 1908ء کو الہام ہو چکا تھا گویا یہ الہامی سبق ہے کہ چشم پوشی، عیب پوشی اور پردہ پوشی سے ہمیں کام لینا چاہیے۔

سامعین! پس ثابت ہوا کہ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ کہ نیکیاں بُرائیوں کو بھسم کر دیتی ہیں کے مطابق پردہ پوشی تمام بُرائیوں کو ختم کر دیتی ہے۔ اللہ سے اپنے حق میں یہ دُعا ہے کہ

میرے سُقم و عیب سے اب کیجیے قطعِ نظر
تا نہ خوش ہو دشمنِ دیں جس پہ ہے لعنت کی مار

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)